۳۔ خواجہ حمید الدین شاہد (پروفیسر)

ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور کے نام ور تلامذہ میں پروفیسر خواجہ حمید الدین شاہد کا نام نامی بہت نمایاں ہیں۔ انھوں نے زور صاحب کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دکنی اور دکنیات کو اپنی فکر و نظر کی جولان گاہ بنایا تھا۔ وہ ۱۹۴۰ء سے ''ادارہ ادبیات اردو'' حیدر آباد کے ترجمان ماہ نامہ ''سب رس'' کے کم و بیش بارہ سال تک مدیر رہے۔ ۱۹۳۸ء میں انھوں نے صاحبزادہ محمد علی خاں میکش کے اشتراک سے ''سب رس'' کا ضخیم اقبال نمبر بھی نکالا تھا جو اردو دنیا کا سب سے پہلا اقبال نمبر تھا۔

شاہد صاحب کی ولادت ۱۴ر اکتوبر ۱۹۱۹ء کو حیدر آباد میں ہوئی وہ خواجہ شجاع الدین کے فرزند تھے۔ دارالعلوم حیدر آباد سے انھوں نے ۱۹۳۵ء میں میٹرک کا امتحان کام یاب کیا۔ ایم۔ اے کی سند جامعہ عثمانیہ سے ۱۹۴۴ء میں حاصل کی۔ ابتداً انھوں نے سنٹرل اسکول آف کامرس میں اردو لکچرر کی حیثیت سے کام کیا۔ ۱۹۴۷ء میں چادر گھاٹ کالج میں اردو کے لکچرر کی حیثیت سے ان کا تقرر ہوا جہاں شاہد صاحب نے کم و بیش ۱۲ سال تک خدمات انجام دیں۔

۱۹۵۹ء میں وہ کراچی (پاکستان) منتقل ہوگئے لیکن حیدر آباد کی یاد ان کے دل میں آخری سانس تک باقی رہی۔ کراچی میں بھی انھوں نے حیدر آباد کی یادوں کو زندہ رکھنے کے لئے ''ایوان اردو'' کے نام سے ایک ادارہ اور سب رس کے عنوان سے ایک ماہ نامہ جاری کیا تھا۔ اپنے کتب خانے میں انھوں نے دکنی ادب سے متعلق مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتابوں کا اچھا خاصا ذخیرہ جمع کیا جس میں چھے ہزار سے زاید مخطوطات اور مطبوعات موجود تھے۔

کراچی پہنچنے کے بعد خواجہ صاحب تقریباً ۱۶ سال تک ''ترقی اردو بورڈ'' کراچی سے وابستہ رہے۔ حیدر آباد میں بھی انھوں نے تصنیف و تالیف کا کام انجام دیا تھا اور کراچی میں بھی ان کی کتابیں اور مقالے چھپتے رہے۔

خواجہ حمید الدین صاحب کی ایک درجن سے زائد کتابیں چھپ چکی ہیں۔ چند کتابوں کے نام درج ذیل ہیں۔

سرگذشت حیدر آباد (۱۹۴۰ء)۔ ادبی مطالعے (۱۹۵۶ء)۔ مثنوی تصویر جاناں (۱۹۵۷ء)۔ رسالہ محمود خوش دہان (۱۹۵۹ء)۔ حکیم الشعرا حضرت امجد حیدر آبادی (۱۹۹۵ء)

میری کتابوں پر خاکسار کے نام خواجہ صاحب نے متعدد خطوط لکھے تھے جن میں سے صرف چار دستیاب ہوئے ہیں۔ ''سب رس'' کراچی میں تبصرے شایع ہوئے مزید براں ان کے رسالے میں احقر کے تحقیقی مضامین اور منظومات بھی تواتر کے ساتھ چھپتی رہیں۔

راقم کو خواجہ صاحب سے ملنے کا موقع نہیں ملا۔ ان کے خطوط اس بات کے شاہد ہیں کہ وہ مجھ سے ملنے کا اشتیاق رکھتے تھے لیکن قدرت کو یہ منظور نہیں تھا۔ موصوف نے ۲۳ر اکتوبر ۲۰۰۱ء کو داعی اجل کو لبیک کہا۔

(۱)

یکم اکتوبر ۱۹۸۷ء | ایوان اردو،
ڈی ۱۴۳؍ بلاک بی، تیموریہ، کراچی۔ ۴۳

محبی ڈاکٹر محمد علی اثر صاحب زاد لطفہ

آداب عرض ہے۔

آپ کا کرم نامہ اور دکنی ادب کا کارنامہ ''دکنی کی تین مثنویاں'' دونوں مجھے مل گئے۔ ساتھ ہی ڈاکٹر مرزا اکبر علی بیگ صاحب [1] کی کتاب ''محمد عزیز مرزا'' بھی ملی۔ ان علمی تحفوں کے لئے میں سراپا سپاس ہوں۔ بہت دن ہوئے مجھے آپ کی وہ تینوں کتابیں غالباً ملی تھیں جن کا آپ نے اپنے مکتوب میں ذکر کیا ہے۔ اب میں نے کتب خانے کے رجسٹر میں تلاش کیا تو صرف ''دبستان گولکنڈہ'' درج ہے۔ دوسری کتابوں کو میں تلاش کروں گا۔ یا میں نے کسی کو تبصرہ کرنے دی تھی، واپس نہیں آئی۔

آپ نے دکنی زبان وادب کی تحقیق پر قابل قدر کام انجام دیا ہے اور ابھی کئی اور کام آپ کے پیش نظر ہیں۔ آپ قابل مبارکباد ہیں کہ استادِ محترم ڈاکٹر زور مرحوم کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور ان کے سچے جانشین بننے کا آپ ہی کو حق پہنچتا ہے۔ میں اور میرے ساتھی زیادہ کام نہ کر سکے اور اب عمر کی اس منزل میں ہیں کہ حافظہ، اعصاب اور قوت جواب دے چکی ہے۔ آپ نوجوان ہیں، علم وادب کے رسیا ہیں اور ذوقِ عمل سرتاپا موجزن ہے۔ کام کیے جایئے یہاں تک کہ آپ تھک جائیں۔

ہر وقت نیا طور نئی برق تجلی
اللہ کرے مرحلۂ شوق نہ ہو طے

میں انشاءاللہ ''سب رس'' میں تبصرہ شایع کروں گا۔ سب رس آپ کو ملتا رہے گا۔ آپ دکنی ادب پر سب رس کے لئے مضامین ضرور بھیجئے۔ یہاں کے لوگوں کو دکنی ادب سے روشناس کرنا ہے۔ دکنی مضامین کو یہاں کے اہل علم قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ زیر ترتیب کتب کو جلد شایع کیجئے لیکن چھپنے سے پہلے خوب چھان بین کر کے عمدہ چیز پیش کرنی چاہیے۔

میرے دل میں آپ کی بڑی قدر و منزلت ہے۔ میں جب وہاں آیا تھا تو اہل حیدرآباد نے اپنی شرافت اور خلوص ومحبت سے مجھے اپنا بندۂ بے دام بنالیا تھا۔ روز جلسہ اور دعوت۔ ملنے والوں کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ میرے وطن کے پیاروں نے مجھے بہت پیار دیا۔ اللہ ان سب کو سلامت اور خوش حال رکھے۔ آمین ثم آمین۔

مجھے آپ سے اور چند دوستوں سے ملنے کی تمنا تھی لیکن مجھے موقع نہ مل سکا۔ ڈاکٹر رشید موسوی صاحبہ اور حمایت اللہ صاحب نے میرے لئے بڑی زحمتیں اٹھائیں۔ اپنی موٹر میں لئے لئے پھرتے رہے۔ میں ان کو اور کیا ستاتا۔ کیسے کہتا کہ فلاں کے پاس لے چلو فلاں سے ملاقات کراؤ۔ مجھے علم نہ ہو سکا کہ آپ اس وقت علیل تھے۔ اگر مجھے آپ فون کردیتے تو میں سر کے بل چل کر آپ تک پہنچ جاتا۔ مجھے تو آپ ایسے لائق نوجوانوں سے عشق ہے اور یہی چیز میں نے اپنے استاد محترم سے سیکھی ہے۔ انشاءاللہ یار زندہ صحبت باقی است۔

اللہ پاک آپ کو اور آپ کی بیگم کو صحت وعافیت کے ساتھ خوش وخرم اور کامراں وبامراد رکھے آمین۔

مخلص دعا گو وطالب دعا

شاہد

(پس نوشت) اب میں زیادہ کام نہیں کرسکتا۔ تھکن ہوجاتی ہے۔ ۱۲ سال قبل دل کا حملہ ہو چکا ہے مگر اللہ کے فضل سے اب تک زندہ ہوں۔ بعض وقت ایسی حالت ہوجاتی ہے کہ خط لکھنا بھی بار ہوتا ہے۔

ہاں آپ فدائی ! پر کام کررہے ہیں۔ مجھے ایک بیاض میں ان کی تین غزلیں ملی ہیں، ان کے مقطعے لکھ رہا ہوں۔

تجہ واسطا فدآئی ہو بے اختیار آیا ہوکر سجن دیوانہ کسوت اپس پو کر خاک

زہادِ مشرکاں کوں کرنا معلوم کیا ہے مذہب میں بے خوداں کے کاں ہے خودی فدآئی

بختاں کہ تجہ فدآئی ازلی برات دیکھیا چندیں ہزار عالم محرومی ہو چلے ہیں

(تذکرۂ مخطوطات جلد دوم اور چہارم ص ۶۶ اور ۲۲۷ پر شاہ فدائی حسین فدائی کا ذکر ہے)

....

میرے پاس ''قصۂ منصور از اخوند میاں'' کا مخطوطہ ہے۔ یہ مثنوی غالباً ۱۱۰۰ھ کی ہے۔ آپ ذرا اس کی کھوج لگائیں۔ مجھے اس کا اب تک پتہ نہیں چل سکا۔ میرے پاس ''سراپا'' کا مخطوطہ ہے۔ یہ سراپا مکوجی کا ہے جو آصف جاہی دور کے کسی شاعر نے لکھا ہے۔ شاعر کا تخلص نہیں ہے۔ غالباً یہ پچھمی نارائن تحقیق کا ہمعصر ہے۔

(۲)

۱۱رنومبر ۱۹۸۸ء ایوانِ اُردو،

ڈی ۱۴۳/۳ بلاک بی، تیموریہ، کراچی۔۴۳

محبی وعزیزی ڈاکٹر محمد علی اطال اللہ عمرہ

سلام مسنون۔ مزاج گرامی

آپ کا کرمنامہ مکتوبہ ۲۶ راکتوبر مجھے ۴رنومبر کو مل گیا۔ یاد فرمائی کا شکریہ۔ ستمبر کا ''سب رس'' زیر طبع تھا۔ اس لئے جواب دینے میں تاخیر ہوگئی، معذرت خواہ ہوں۔ فروری، جولائی، اگست اور ستمبر کے (۴) پرچے بھیج رہا ہوں۔ آپ کی غزل خوب ہے، آئندہ شمارے میں شایع کروں گا۔ شکاگو کے مشاعرے میں آپ نے شرکت کی ہوگی۔ سامعین نے اس غزل کو ضرور پسند کیا ہوگا۔ جمیل الدین عالی صاحب شاید اپنی سرکاری مصروفیات کی وجہ سے وہاں نہ پہنچ سکے ہوں۔ دلاور فگار کو صرف ایک جگہ کے مشاعرے کے بارے میں لکھا تھا اور ہوائی جہاز کا ٹکٹ کسی اور مقام کا بھیجا۔ اس غلط فہمی کی وجہ سے وہ بھی یہاں سے نہ جا سکے۔ ڈاکٹر پیرزادہ قاسم صاحب ! میرے قریبی دوست اور بہت اچھے شاعر ہیں۔ آپ ان سے ضرور ملے ہوں گے۔

یہ آپ نے اچھا کیا کہ علاج کے لئے امریکہ آگئے۔ آپ کو تو بہت پہلے یہ کام کرنا چاہیے تھا۔ آپ اللہ پر بھروسہ رکھیں، ہمت نہ ہاریں اور اپنا علاج جاری رکھیں انشاء اللہ جلد صحت ہو جائے گی۔ میں آپ کی صحت کے لئے دست بدعا ہوں۔ آپ ایسے لائق نوجوانوں کی اردو زبان وادب کو بہت ضرورت ہے۔ اللہ پاک آپ کو سلامت اور قائم ودائم رکھے۔ آمین۔

حسن چشتی صاحب ؎ سے رابطہ ہو تو میرا سلام کہیے۔ میں ان کو سب رس بھیجتا ہوں۔

آپ وہاں کامل صحت ہونے تک رہیے۔ جلد واپسی کا ارادہ نہ کیجیے۔ اپنی خیریت کی خوش خبری سے مسرور فرمائیے۔ آپ کا خط آنے پر نیا پرچہ بھیجوں گا۔

دعا گو اور طالب دعا

خواجہ حمید الدین شاہد